تعارف و تبصرۂ کتب

نام کتاب	:	ہفت روزہ ''الاعتصام'' (لاہور) اشاعتِ خاص بیاد مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی
مدیر مسئول	:	حافظ احمد شاکر
ناشر	:	دفتر ہفت روزہ ''الاعتصام''، ۳۱-شیش محل روڈ، لاہور
ماہ و سالِ اشاعت	:	مارچ ۲۰۰۵ء
صفحات	:	۱۲۳۰
قیمت	:	مجلّد، ۳۰۰ روپے
مبصر	:	سفیر اختر *

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی (بھوجیاں ضلع امرتسر: ۱۹۰۹ء—لاہور: یکم اکتوبر ۱۹۸۷ء) ماضی قریب کے بلند پایہ اور صاحبِ نظر اہل حدیث عالم تھے۔ انہوں نے ایک واعظ و خطیب کی حیثیت سے وعظ و تلقین کا فریضہ انجام دیا، وطنِ عزیز کے بعض معروف مدارس سے بطور مدرس اور شیخ الحدیث وابستہ رہے، بیسیوں طلبہ نے اُن سے باقاعدہ، اور بیرون درس استفادہ کیا، اور اُن کے مستفیدین میں سے بعض اپنے اپنے طور پر کامیاب مدرّس و عالم ثابت ہوئے، مگر جس خصوصیت نے انہیں اپنے اقران و اماثل میں ممتاز بنا دیا تھا، وہ اُن کا ذوقِ مطالعہ، اہل حدیث زاویۂ نظر سے بے پناہ لگاؤ، تحقیقی لگن اور اُن کی کتاب دوستی و کتاب شناسی تھی۔

مولانا حنیف بھوجیانی قیامِ پاکستان سے کچھ پہلے بطور مدرّس اوڈانوالہ (ضلع فیصل آباد) آگئے تھے، مگر اُن کے اہل و عیال مشرقی پنجاب کے شہر فیروز آباد میں مقیم تھے جہاں مولانا بھوجیانی اوڈانوالہ آنے سے پہلے دینی و اصلاحی سرگرمیوں میں مصروف رہے تھے۔ قیام پاکستان کے بعد وہ اہل خاندان کے ہمراہ لاہور آگئے، اور اُن کی باقی زندگی کا بڑا حصہ اسی شہر میں گزرا۔ انہوں نے مکتبہ سلفیہ کے نام سے ایک اشاعتی ادارہ قائم کیا، اور ساتھ ہی اپنے ذوقِ تحریر کے لیے ہفت روزہ ''الاعتصام'' کا ڈیکلریشن حاصل کیا (''الاعتصام'' نے ۱۹/ اگست ۱۹۴۹ء کو مرکزی جمعیت اہل حدیث

☆ چیف ایڈیٹر، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی-اسلام آباد

مغربی پاکستان کے ترجمان کے طور پر اشاعت کا آغاز کیا، اور جمعیت ہی اس کے انتظام کی ذمہ دار تھی، بعد میں یہ جریدہ مولانا حنیف بھوجیانی کی راست نگرانی میں شائع ہونے لگا تھا، اور اب دارالدعوۃ السّلفیہ-لاہور کے زیرِاہتمام شائع ہو رہا ہے)۔ مکتبہ سلفیہ ہی سے اُنھوں نے ماہنامہ ''رحیق'' جاری کیا تھا جو تین برس (اکتوبر ۱۹۵۶ء-جولائی ۱۹۵۹ء) تک اُن کے افکار اور علمی دلچسپیوں کا ذریعۂ اظہار رہا تھا۔

مکتبہ سلفیہ-لاہور ایک اشاعتی و تجارتی ادارہ تھا، اور اِس کی مطبوعات میں یہ پہلو موجود تھا، تاہم مولانا بھوجیانی کے ذوقِ نظر کی جھلک اس کی مطبوعات میں نمایاں تھی۔ مولانا کی اپنی کاوش ''التعلیقات السّلفیہ علی سنن النسائی'' کے علاوہ مکتبہ سلفیہ نے کتبِ حدیث میں ''تنقیح الرواۃ فی شرح تخریج احادیث المشکٰوۃ'' (تالیف ڈپٹی احمد حسن دہلوی) اور ''مرعاۃ المفاتیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح'' (عبیداللہ مبارک پوری) کا ابتدائی حصہ شائع کیا۔ ۱۹۶۰ء کے عشرے میں مکتبہ سلفیہ نے شیخ محمد ابوزہرہ (م۱۹۷۴ء) کے سلسلۂ فقہائے اسلام میں سے امام ابنِ تیمیہ، امام ابوحنیفہ اور امام احمد بن حنبل کی سوانح عمریوں کے ترجمے شائع کیے۔ اوّل الذکر سوانح عمری کا ترجمہ سیّد رئیس احمد جعفری (م۱۹۶۸ء) نے کیا تھا، جب کہ آخرالذکر دو کتابوں کا ترجمہ مولانا غلام احمد حریری (م۱۹۹۰ء) کی کاوشوں کا نتیجہ تھا۔ شیخ محمد ابوزہرہ کی اِن کتابوں میں سے ایک دو کا ترجمہ دوسرے مترجمین نے بھی کیا ہے، اور اِس سلسلۂ فقہاء کی دوسری کتابیں بھی اردو میں منتقل ہوئی ہیں، مگر علمی دُنیا میں جو مقام مکتبہ سلفیہ کے شائع کردہ تراجم کو حاصل ہوا تھا، وہ اِس سلسلے کے کسی دوسرے مترجم یا ناشر کو نہ مل سکا۔ اس کا سبب وہ مفصل اور پُر از معلومات حواشی و تعلیقات ہیں جو مولانا بھوجیانی نے ان ترجموں پر قلمبند کی تھیں (گو ''حیات امام ابوحنیفہ'' پر تعلیقات و حواشی میں مسلکی رنگ کی بھرپور جھلک کی جانب بعض تبصرہ نگاروں نے توجہ دلائی تھی)۔

مولانا بھوجیانی کے پسندیدہ مصنفین میں امام ابن تیمیہ، شاہ ولی اللہ دہلوی، امام شوکانی، نواب سیّد صدیق حسن خان اور مولانا محمد حسین بٹالوی نمایاں تھے۔ مولانا نے بہت محنت سے اِن بزرگوں کی تحریریں اپنے کتب خانے میں یکجا کی تھیں، اِن کی خواہش ہوتی تھی کہ نوجوان اہلِ قلم اِن بزرگوں کی سوانح حیات اور کارناموں کو اپنی تحقیق کا موضوع بنائیں۔ اس سلسلے میں اُن کے کتب خانے اور دل کے دروازے اہل علم کے لیے ہر وقت کُھلے رہتے تھے۔ طلبہ کو وقت دے کر اور کتابیں فراہم کر کے انہیں از حد مسرت ہوتی تھی۔ اُنہوں نے پروفیسر ابوبکر غزنوی کو آمادہ کرنے کی کوشش کی تھی کہ وہ نواب سیّد صدیق حسن خان کے علمی کارناموں پر ڈاکٹریٹ کی سطح پر کام کریں، اور اِس مقصد کے لیے

DMHL

مولانا بھوجیانی مراجع و مصادر کی فراہمی کے لیے ہمہ وقت تیار تھے، مگر پروفیسر غزنوی کی دلچسپیاں تحقیق و تدقیق کی خشک وادیوں میں بادیہ پیمائی کے بجائے گلستانِ وعظ و خطابت کی آرائش سے تھیں، چنانچہ مولانا بھوجیانی کی خواہش اور پروفیسر غزنوی کی ابتدائی پیش رفت کے باوجود بات آگے نہ بڑھ سکی۔

اپنی پسندیدہ شخصیات اور اُن کے کارناموں کی تجلیل کی خواہش کے ساتھ اُنہوں نے خود بھی اِس جانب اقدامات کیے تھے۔ مثال کے طور پر اُنہوں نے شاہ ولی اللہ دہلوی کی حسب ذیل کتابیں تحقیق و تعلیق کے ساتھ شائع کیں:

- اتحاف النبیہ فی ما یحتاج الیہ المحدث والفقیہ
- مکاتیب شاہ ولی اللہ دہلوی
- (ترجمہ عربی) الفوز الکبیر فی اصول التفسیر
- (ترجمہ عربی) الجزء اللطیف فی ترجمۃ العبد الضعیف
- البلاغ المبین
- تحفۃ الموحدین (بعض اہلِ علم کے نزدیک آخر الذکر دو فارسی متون کا شاہ ولی اللہ کی جانب انتساب درست نہیں، تاہم مولانا بھوجیانی نے ''البلاغ المبین'' کے سلسلے میں معترضین کے اشکالات دور کرنے کی کوشش کی ہے)۔

نواب سیّد صدیق حسن خان کے حوالے سے اُن کی تالیفات—''فصل الخطاب فی فضل الکتاب'' اور ''ابقاء المنن بالقاء المحن''— کی اشاعت کا ذکر اہم ہے۔ اِسی طرح مولانا محمد حسین بٹالوی کی تحریروں میں سے ایک محمد حیات سندھی کے رسالہ ''الایقاف فی سبب الاختلاف'' کا اُردو ترجمہ ہے جسے مولانا بھوجیانی نے مولف و مترجم، ہر دو کے سوانحی شذرات اور حواشی کے ساتھ شائع کیا تھا۔ مولانا بٹالوی کی جو دوسری کاوش مولانا بھوجیانی نے شائع کی، وہ مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں ''پاک و ہند کے علمائے اسلام کا اولیں متفقہ فتویٰ'' ہے۔

مولانا حنیف بھوجیانی کے بارے میں لکھا گیا ہے: ''دُنیا میں انہیں محبت صرف کتاب سے تھی یا یوں کہہ لیجیے کہ علم سے تھی۔ اس نسبت سے اصحابِ علم، طلبائے علم اور ناشرانِ علم یعنی کتب فروشوں

DMHL

سے ان کے تعلقات تھے اور رابطہ تھا۔ کھانا پینا قوت لایموت [کی حد تک] لیکن نفیس، پہناوا معمولی لیکن لطیف --- اہلِ خانہ کی تربیت و کفالت بھی انہی خطوط پر کرتے، یعنی غیر ضروری آسائش و آرام حتی الامکان اولاد کو مہیا نہ کرنے کو ہی ترجیح دیتے، لیکن کتاب اپنے ذوق کی جب ملی، جہاں سے ملی، اس کو ہر ممکن طریقہ سے حاصل کرتے۔ کتاب خریدتے وقت نرخ میں بھاؤ تاؤ کرنے کو بے ذوقی [خیال] فرماتے اور کتاب مفت حاصل کی کوشش کو تو ذوق کی توہین فرماتے۔ اُن کے ذاتی کتب خانہ میں تحائف و ہدایا کی تعداد بہت ہی کم ہے، ان کی ہر بچت اور کفایت صرف کتاب کی خرید پر صرف ہوتی'' تھی (ص۴۸)۔

اِس بیان کی تائید سعودی عرب میں اُن کے ایک میزبان کے اِس بیان سے بھی ہوتی ہے: ''شیخ حماد انصاری مولانا سے مل کر بہت ہی خوش ہوئے اور فرمائش کی کہ وائس چانسلر ڈاکٹر عبداللہ الزاید سے ملاقات کے لیے چلیے۔ جب ہم وائس چانسلر کے پاس گئے تو ان سے علیک سلیک اور تعارف کے بعد شیخ حماد نے مولانا کے ذوق وفن کی رعایت کرتے ہوئے اور جامعہ کی نمائندگی کرتے ہوئے یہ عرض کیا کہ مولانا وائس چانسلر کے نام جامعہ کی مطبوعات کا ایک سیٹ ہدیہ عنایت فرمانے کی درخواست دیں کہ یہاں سرکاری اداروں سے بالعموم تقسیم کی جانے والی کتابوں کے حصول کا تقریباً یہی انداز ہے، لیکن مولانا نے کتابوں کی شدید خواہش کے باوجود معذرت کر دی کہ میں اس کے لیے کوئی درخواست نہیں دوں گا۔ اس پر شیخ حماد کو تعجب ہوا---'' (ص۷۸۸)۔

مکتبہ نبویہ-لاہور کے پیرزادہ اقبال احمد فاروقی نے اُن کی کتاب دوستی کے حوالے سے اپنی یادیں ان الفاظ میں تازہ کی ہیں:

> مولانا عطاء اللہ حنیف ایک غریب عالمِ دین تھے، مگر اپنی ذاتی خواہشات کو پسِ پشت ڈال کر بڑی بڑی علمی کتابوں کو حاصل کرنے میں خوشی محسوس کرتے تھے۔ ہمارے پاس ایک نایاب عربی خطی کتاب تھی (نام یاد نہیں رہا)، مولانا کو پسند آ گئی۔ وہ حاصل کرنے کے درپے تھے، مگر ہم دینے کو تیار نہیں تھے۔ ایک ماہ تک مسلسل کتاب کے حصول کے لیے مکتبہ نبویہ آتے رہے اور ہمیں شرمندہ کرتے رہے۔ ایک دن اُن کے کتابی ذوق کے پیشِ نظر ہم خود کتاب لے کر اُن کے گھر پہنچے۔ اُن کے ''غربت کدہ'' میں نادر و نایاب کتابوں کے خزانے دیکھ کر حیرت ہوئی کہ یہ عالمِ دین نانِ جویں کھا کر علمی خزانے جمع کر رہا ہے۔

پیٹ کاٹ کر اور منہ مانگی قیمتیں دے کر مولانا حنیف بھوجیانی نے جو ذخیرۂ کتب فراہم کیا تھا،

۱۹۸۰ء میں دارالدعوۃ السّلفیہ-لاہور قائم کر کے اسے وقفِ عام کر دیا، اور آج اِس ذخیرے کے دروازے سبھی اہلِ علم و دانش کے لیے کھلے ہیں۔

مولانا بھوجیانی بھرپور علمی زندگی گزار کر ۱۹۸۷ء میں فوت ہوئے، تو ادارہ ''الاعتصام'' نے اُن کی یاد میں خصوصی اشاعت پیش کرنے کا اعلان کیا تھا، مگر کل امر مرھون باوقاتھا کے مصداق یہ خصوصی اشاعت تقریباً سترہ اٹھارہ برس بعد شائع ہوئی، مگر اس طرح کہ معیار طباعت کے حوالے سے مثالی اشاعت ہے Ó یہ خصوصی اشاعت اِن سات حصوں میں منقسم ہے: Ó [مولانا حنیف بھوجیانی کی] سوانح Ó شخصیت Ó خدمات Ó تأثرات Ó [مولانا کی] نادر تحریریں Ó کہکشاں Ó منظوم ہدیہ ہائے عقیدت۔

''سوانح'' کے حصے میں مولانا مرحوم کے مختصر حالاتِ زندگی، اُن کے مولد ''موضع بھوجیاں'' کا تعارف اور مولانا مرحوم کے اساتذۂ کرام کا ذکرِ خیر یک جا کیا گیا ہے۔ ''شخصیت'' کے تحت مولانا کے شاگردوں، احباب اور ملاقاتیوں کی تحریریں پیش کی گئی ہیں۔ حصۂ ''خدمات'' کو علمی و تحقیقی؛ تدریسی؛ ملّی، سیاسی و مسلکی؛ صحافتی چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اس حصے میں مولانا کی تالیفات، حواشی و تعلیقات، اندازِ تدریس و تعلیم، اور اُن کے مقالات و مضامین کی تفصیل آ گئی ہے۔ ''تأثرات'' کا حصہ کم و بیش اسی انداز کی تحریروں کا مجموعہ ہے جو ''شخصیت'' کے تحت پیش کی گئی ہیں۔ ''نادر تحریریں'' میں مولانا مرحوم کی چند قابلِ ذکر تحریریں درج کی گئی ہیں، اور ''کہکشاں'' کے تحت ان کے نام مشاہیر اہلِ علم کے کچھ خطوط درج کیے گئے ہیں۔ ان مشاہیر میں ابو الاشبال احمد شاغف، ڈاکٹر میر ولی الدین، مولانا عبدالغفار حسن، حافظ محمد گوندلوی، مولانا مسعود عالم ندوی اور دوسرے اہل حدیث اہل علم شامل ہیں۔ ڈاکٹر میر ولی الدین ایک صوفی منش بزرگ تھے، اور فلسفۂ تصوف پر اُنہوں نے چند کتابیں یادگار چھوڑی ہیں۔ مولانا حنیف بھوجیانی کو شاید اُن کے جملہ افکار سے تو دلچسپی نہ تھی، مگر اخلاق و احسان سے متعلق اُن کی تحریروں کو وہ ''رحیق'' میں جگہ دیتے رہے تھے۔ ایک خط میں اُنہوں نے مولانا کو لکھا ہے:

> علامہ صدیق حسن مرحوم کی کتاب ''ریاض المرتاض و غیاض العرباض'' (مطبوعہ ۱۲۹۷ھ) تصوف پر نہایت اچھی ہے۔ آپ کے مطالعہ سے ضرور گزری ہوگی۔ کیا یہ ممکن ہے کہ آپ کے حلقہ کے کوئی عالم اِس کتاب کا اردو میں ترجمہ کر کے آپ کے ادارہ سے شائع

DMHL

کر دیں--- اس کتاب کی اشاعت سے تصوفِ مسنون کی طرف آپ کے حلقہ کے علماء کی توجہ ہو سکے گی (ص۱۱۲۶)۔

آخری حصے میں مولانا مرحوم کے حضور منظوم ہدیہ ہائے عقیدت یک جا کیے گئے ہیں۔ اُن کے شاگرد حافظ نعیم الحق نعیم (م۱۹۹۹ء) نے، جو ایک حد تک اپنے استاذ کا پرتو تھے، ''قیسِ علم'' کو کیسے دیکھا تھا۔ چند اشعار پڑھیے:

دنیا سے اٹھ گیا وہ خوش ادا فقیر | جس کی نظر میں دولتِ دنیا رہی حقیر
اسلاف کی حیات کا اک زندہ عکس تھا | اک دنیا اس کی ذات سے ہوئی تھی مستنیر
ظاہر کو دیکھیے تو وہ اک عام شخص تھا | باطن میں جھانکیے تو وہ اک عالمِ کبیر

گرچہ فقیر تھا، وہ غریب الدیار تھا | لیکن علومِ دین کا سرمایہ دار تھا
نواب[1]، ابن تیمیہ، حافظ[2] تھے جس میں مست | اس میکدے کا ایک وہ بھی میگسار تھا
ادنیٰ بھی اپنے آپ کو اعلیٰ کرے خیال | اس کے مزاج و طبع میں وہ انکسار تھا

ایک ہی شخصیت پر جب مختلف حضرات کی تحریریں یک جا کی جاتی ہیں تو اِن میں باہم تکرار ناگزیر ہوتی ہے۔ ''الاعتصام'' کی اِس خصوصی اشاعت میں بھی لکھنے والوں نے مولانا مرحوم کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو اپنے اپنے انداز میں دیکھا ہے، مگر اُن کی سادگی، علم دوستی، کتاب شناسی، مسلک سے لگاؤ وغیرہ جیسی خصوصیات تقریباً ہر آنکھ نے دیکھی ہیں۔ ادارہ ''الاعتصام'' اور اِس کے جملہ کارکنان مولانا حنیف بھوجیانی کی یاد میں ایک اچھی اشاعتِ خاص پیش کرنے پر مبارک باد کے مستحق ہیں۔ کیا ہی بہتر ہو کہ اس اشاعت پر مبنی مولانا کی ایک سوانح حیات بھی مرتب کر دی جائے۔

DMHL